50

عدالتی نکاح کی شرعی حیثیت

مفتیان وعلماء کرام ومشائخ عظام! اگر کوئی لڑکی اپنے والدین سے چھپ کر کسی لڑکے سے عدالت میں جا کر نکاح کر لیتی ہے تو کیا یہ اقدام جائز ہے اور اس نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ راہ نمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب وهو الموفق للصواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَمَّا بَعْدُ!

اسلامی شریعت معاشرے کے ہر فرد کو جہاں عدل وانصاف کی نوید سناتی ہے وہاں ہر فرد کو قلبی، فکری، قولی اور عملی پاکیزگی کا درس دیتی ہے اور اس کی شخصیت کو نکھارنے کے لیے انفرادی اور عائلی زندگی میں مثبت زاویوں کا تعین کرتی ہے اور اس سے ہر قسم کے منفی اثرات کو زائل کرنے کے لیے غیر شرعی، غیر معقول اور غیر معتبر رویوں کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انفرادی اور عائلی زندگی کے جملہ معاملات میں مرد کو قوّام بنایا ہے اور جس طرح نجی و عائلی معاملات کو نبھانے کے لیے ذمہ دار ٹھہرایا ہے اسی طرح اسے کنواری اور شوہر دیدہ دونوں عورتوں کا ولی قرار دیا ہے جس کی اجازت کے بغیر دونوں نہ اپنا خود نکاح کر سکتی ہیں اور نہ ہی کسی کا نکاح کرنے کی مجاز ہیں۔ چنانچہ جو عورت خودسر ہو کر اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرنے کا قدم اٹھاتی ہے اس کا نکاح اکابر علماء اہلحدیث کے نزدیک درج ذیل صریح دلائل کی بنیاد پر غیر شرعی، باطل اور قابل مذمت ہے۔

1 سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ» ”ولی کے

بغیر نکاح نہیں ہوتا۔“ [1] اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عورتوں کے نکاح کا حکم دیتے ہوئے مردوں کو ہی مخاطب کیا ہے۔ جیسا کہ:

2 ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾ ”اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کا نکاح کروا دو۔“ [2]

3 ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾ ”اور مشرک مردوں سے (مؤمنہ عورتوں کا نکاح نہ کرو حتی کہ وہ مؤمن ہو جائیں۔“ [3]

4 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْنِ» ”ولی اور دو گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔“ [4]

اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ [5]

5 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ» ”ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔“ [6]

اسے شیخ ارنؤوط نے حسن کہا ہے۔

6 ابو زبیر مکی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ «أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُتِيَ بِنِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ، فَقَالَ: هَذَا نِكَاحُ السِّرِّ وَلَا أُجِيزُهُ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهِ لَرَجَمْتُ» ”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے نکاح کی خبر لائی گئی جس پر صرف ایک مرد اور ایک عورت ہی گواہ تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ خفیہ نکاح ہے جس کو میں جائز قرار نہیں دیتا اور اگر میں اس کے متعلق کوئی حکم صادر کر چکا ہوتا تو (ایسا نکاح کرنے والوں کو) رجم کر دیتا۔“ [7]

اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔

مذکورہ دلائل اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ کوئی بھی نکاح ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نہیں ہوتا،

[1] جامع الترمذی، أبواب النكاح، باب ما جاء لانكاح إلا بولی، حدیث نمبر: 1101. [2] سورة النور، آیت نمبر: 32. [3] سورة البقرة، آیت نمبر: 221. [4] المعجم الأوسط للطبرانی: 6927. [5] الارواء: 1858. [6] صحیح ابن حبان، كتاب النكاح باب الولی، حدیث نمبر: 4075. [7] مؤطا امام مالك: 1114.

لیکن اگر کسی عورت کا ولی نہ ہو تو اس کے متعلق درج ذیل احادیث مبارکہ سے راہ نمائی ملتی ہے:

1 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ»

”ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اور جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو حکمران وقت اس کا ولی ہوگا۔[1]

اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

2 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَالْمَهْرُ لَهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنْ تَشَاجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ»

”جو بھی عورت اپنے ولی کے بغیر نکاح کرے گی اس کا نکاح باطل ہوگا، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی (پھر فرمایا کہ اگر کوئی عورت ایسا قدم اٹھالے) اور وہ دونوں ازدواجی تعلقات بھی قائم کر بیٹھیں تو لڑکی کو اس کا حق مہر ادا کیا جائے گا۔ اور اگر اولیاء جھگڑا کریں تو حاکم ہر اس عورت کا ولی ہوگا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔“[2]

اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ» ”ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا“ میں موجود نفی نکاح کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ تو گویا ولی کے بغیر نکاح فاسد اور باطل ہوگا۔ یہی مؤقف سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا عبداللہ بن عمر، اور سیدہ عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، حسن بصری، سعید بن مسیب، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، عترہ، امام شافعی، امام احمد، اسحاق بن راہویہ، رحمہم اللہ اور جمہور اہلِ علم کا ہے کہ ولی کے بغیر عقدِ نکاح صحیح اور درست نہیں ہے۔ اور امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی اس کے مخالف نہیں تھا۔[3]

[1] سنن ابن ماجه أبواب النكاح، باب: لا نكاح إلا بولی، حديث نمبر 1880. [2] سنن أبي داؤد، كتاب النكاح باب فی الولیّ، حديث نمبر: 2083. [3] نيل الاوطار: 178/6، فتح الباری: 187/9، مجموعه فتاویٰ محدث غازی پوری، صفحه نمبر 458.

ان احادیث اور اقوال کی روشنی میں واضح ہوا کہ ہر وہ نکاح جو ولی کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی گواہی کے بغیر طے پائے گا اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی حیثیت نہیں ہوگی ،لیکن اگر کسی عورت کا کوئی بھی ولی (باپ ،دادا،تایا ،چچا، بھائی اور بیٹا) نہیں تو حاکم اس کا ولی ہوگا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

«لاَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ إِلاَّ بِإِذْنِ وَلِيِّهَا أَوْ ذِى الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا أَوِ السُّلْطَانِ»

’’عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کے ولی کی اجازت ،اس کے گھر والوں میں سے کسی ذی شعور اور عقلمند شخص یا حاکم کی اجازت کے ساتھ۔‘‘[1]

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ولی کی شرط صرف اور صرف کنواری لڑکی کے لیے ہے شوہر دیدہ عورت اپنا نکاح کرنے میں خودمختار ہے۔تو یہ رائے بھی صریحاً قرآن وحدیث کے مخالف ہے جیسا کہ:

1. سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ إِذَا سَكَتَتْ»

’’کسی کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے اور کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی رائے نہ معلوم کرلی جائے۔سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری کی اجازت کی کیا صورت ہوگی ؟تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔‘‘[2]

2. سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُزَوِّجَ ابْنَتَهُ فَلْيَسْتَأْمِرْهَا»

’’جب تم میں سے کوئی اپنی بیٹی کی شادی کا ارادہ کرے تو اس سے مشورہ کرلے۔‘‘[3]

[1] السنن الكبير للبيهقي، كتاب النكاح، بَاب لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ، حديث نمبر: 13640. [2] صحيح البخارى، كتاب الحيل باب فى النكاح،حديث نمبر: 6968. [3] مسند الرويانى: 510 وصحيح الجامع:300 وسلسلة الصحيحة:1206.

3 سیدنا عدی بن عدی کندی رحمہ اللہ اپنے والد سیدنا عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمْتُهَا»

''شوہر دیدہ اپنی رضامندی کا اظہار بول کر کرے گی اور کنواری کی رضامندی کی علامت اس کا خاموش رہنا ہے۔''[1]

اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

4 سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«زَوَّجْتُ أُخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللهِ لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ: "فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ" فَقُلْتُ الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ»

''میں نے اپنی بہن کی شادی ایک آدمی سے کی تو اس نے اسے طلاق دے دی حتی کہ عدت ختم ہوگئی (اور اس نے رجوع بھی نہ کیا) پھر (عدت ختم ہونے کے بعد) اس نے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے کہا کہ میں نے (پہلے) تیری شادی کر دی تھی اور تیری عزت وتکریم کی تھی تو تو نے اسے طلاق دے دی اور پھر تو دوبارہ اسکے لیے نکاح کا پیغام بھیج رہا ہے، نہیں، اللہ کی قسم وہ تیرے پاس دوبارہ کبھی نہیں آئے گی! جبکہ اس آدمی میں کوئی عیب نہ تھا اور عورت بھی دوبارہ اسی کے پاس جانے کی خواہاں تھی تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور انکی عدت ختم ہو جائے تو انہیں انکے (سابقہ) خاوندوں سے نکاح

1 سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح بَابُ اسْتِئْمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ، حدیث نمبر: 1872.

کرنے سے نہ روکو بشرطیکہ وہ آپس میں اچھی طرح راضی ہوں۔ یہ نصیحت ہر اس شخص کو کی جارہی ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور یہ کام تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے، اور اللہ تعالی ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔" [1] تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اب میں یہ کام کردوں گا تو پھر اسی کے ساتھ اسکی شادی کردی۔ [2]

ان چاروں احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ولی کی شرط صرف کنواری عورت کے لیے نہیں بلکہ کنواری اور شوہر دیدہ دونوں کے لیے ہے فرق صرف اتنا ہے کہ کنواری کی خاموشی اس کی رضا مندی متصور ہوگی جبکہ شوہر دیدہ اپنی رائے کا اظہار بول کے کرسکتی ہے۔ اور احادیث سے اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ ولی کو جائز کام میں اپنی خواہش کو مقدم کرتے ہوئے رکاوٹ نہیں بننا چاہیے اور نہ ہی زور زبردستی کرنا اس کے لیے جائز ہوگا اگر وہ زور زبردستی کرکے کسی شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کردے تو شریعت نے اس نکاح کو باقی رکھنے اور فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے۔

7 خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

«أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَه»

"ان کے والد نے ان کا نکاح کردیا تھا، جبکہ وہ شوہر دیدہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ ﷺ نے اس کے نکاح کو فسخ کردیا۔" [3]

8 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ يَرْفَعُ بِي خَسِيسَتَهُ فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا ، قَالَتْ: فَإِنِّي قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي، وَلَكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ لِلْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ»

"ایک نوجوان لڑکی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کردیا ہے تاکہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہوجائے۔ آپ ﷺ نے لڑکی کو

[1] سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: 232. [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب من قال لا نکاح إلا بولی، حدیث نمبر: 5130. [3] صحیح بخاری کتاب النکاح، بَاب إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ: 5138.

(نکاح فسخ کرنے کا) اختیار دے دیا۔ اس نے کہا: میں اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو قبول کرتی ہوں لیکن میں چاہتی ہوں کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے باپوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ [1]
اسے شیخ ارنؤوط نے صحیح کہا ہے۔

والله تعالی أعلم وإسناد العلم إليه أسلم وصلى الله على نبيّنا محمّد وعلى آله وصحبه أجمعين

مفتیانِ عظام وعلماء کرام

#	مفتیان کرام	دستخط	#	مفتیان کرام	دستخط
1	حافظ محمد شریف حفظہ اللہ (فیصل آباد)		2	عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ (پشاور)	
3	مفتی بلال عبدالکریم حفظہ اللہ (گلگت)		4	ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ (صادق آباد)	
5	غلام مصطفی ظہیر حفظہ اللہ (سرگودھا)		6	عبدالغفار اعوان حفظہ اللہ (اوکاڑہ)	
7	مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ (لاہور)		8	مفتی محمد انس مدنی حفظہ اللہ (کراچی)	
9	واصل واسطی حفظہ اللہ (کوئٹہ)		10	ڈاکٹر کندی حفظہ اللہ (کشمیر)	

مشرف عام
حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ

نائب رئیس
مفتی ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

رئیس
مفتی حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

[1] سنن ابن ماجه كتاب النكاح، بَاب مَنْ زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ، حديث نمبر: 1874.